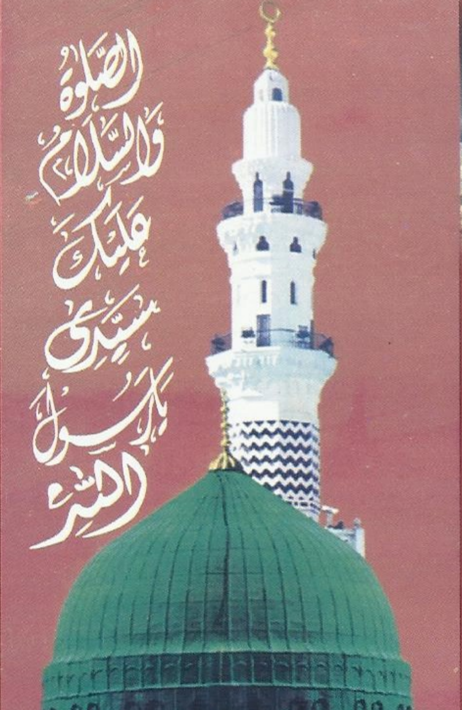
فیضان کلیام

تصوف وسلوک کے انوار کا مرقع





اللہ کا اعلان جنگ



روضۂ نبوی ﷺ عہد بہ عہد تاریخی جائزہ



ثبوت حاضر ہیں......

اسوۂ رسول ﷺ اور حیات صوفیاء

فیضان کلیام

تصوف وسلوک کے انوار کا مرقع

رجب المرجب ۱۴۳۱ھ، جولائی 2010ء

مدیر اعلیٰ

صاحبزادہ بشارت حسین کلیامی

مدیران اعزازی

صاحبزادہ راشد مسعود کلیامی

پروفیسر ڈاکٹر اطہر قسیم صدیقی

مجلس مشاورت

پروفیسر اکمل حسین ترمذی

مرزا محمد انور بیگ ایڈووکیٹ

محمد افتخار مرزا ایڈووکیٹ

غلام شبیر مرزا، ایاز احمد مرزا

غلامہ خورشید عالم صابری

پروفیسر ڈاکٹر محمد اشفاق جلالی

پروفیسر ڈاکٹر نعیم انور نعمانی

مجلس ادارت

صاحبزادہ سید عمار یاسر ہمدانی

صاحبزادہ شمس العارفین مرزا

صاحبزادہ طارق مسعود مرزا

صاحبزادہ خالد سعید مرزا

منصور احمد مرزا

قانونی مشیر

سید عقیل عباس ہمدانی ایڈووکیٹ

فخر الدین علی احمد مرزا ایڈووکیٹ

گرافکس اینڈ پرنٹنگ

عمران علی ملک، محمد دلنواز

بفیضان نظر

قدوۃ الحق والدین، خواجہ خواجگان، شیخ عالم، شہنشاہ چشت

حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری ثم اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

بفیضان کرم

زبدۃ الاولیاء، شیخ کامل، پیر طریقت

بانی سلسلہ چشتیہ صابریہ کلیام شریف

حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامی رحمۃ اللہ علیہ

سلطان العاشقین، شیخ المشائخ

حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامی رحمۃ اللہ علیہ

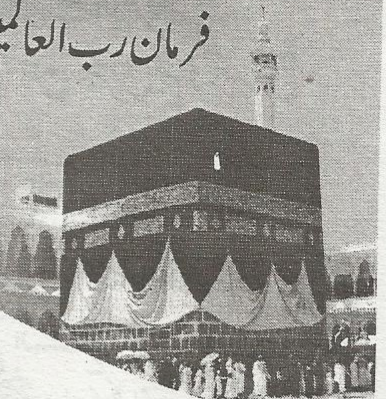
بفیضانِ کرم

حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامی رحمۃ اللہ علیہ

حسن ترتیب

فرمان رب العالمین جل جلالہ

منافقین کی پہچان



بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ
الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنكَ صُدُودًا ﴿٦١﴾

ترجمہ: اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ (قرآن مجید) اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف تو آپ دیکھیں گے کہ منافق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آنے سے رُک جائیں گے۔ (النساء:٦١)

فرمان رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مومنین کی پہچان

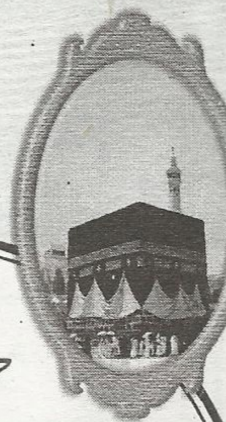


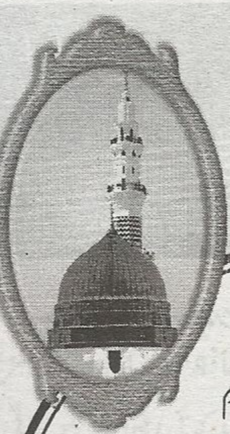
بسم اللہ الرحمن الرحیم

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى اَكُوْنَ أَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهٖ وَ اَهْلِيْ أَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَهْلِهٖ وَ عِتْرَتِيْ أَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ عِتْرَتِهٖ وَ ذَاتِيْ أَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ ذَاتِهٖ (رواہ الطبرانی والبیہقی)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اُس کے نزدیک اُس کی جان سے بھی محبوب تر نہ ہوجاؤں اور میرے اہل بیت اُسے اُس کے اہل خانہ سے محبوب تر نہ ہوجائیں اور میری اولاد اُسے اپنی اولاد سے بڑھ کر محبوب نہ ہوجائے اور میری ذات اُسے اپنی ذات سے محبوب تر نہ ہوجائے۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ





حمد باری تعالیٰ

حمد کب آدمی کے بس میں ہے
ایک حسرت نفس نفس میں ہے

فکر کیا سوچ کر ہے بال کشا
جس کی پرواز ہی قفس میں ہے

دو جہاں جس کے تابع فرماں
کب کسی کی وہ دسترس میں ہے

ہے بقا اس کی ذات کو شایاں
جلوہ فرما وہ پیش و پس میں ہے

اس کی موجِ کرم سے ہی تائبؔ
زیست کی لہر خار و خس میں ہے

حفیظ تائب

خیر البشر ﷺ

خوش خصال و خوش خیال و خوش خبر خیر البشر ﷺ
خوش نژاد و خوش نہاد و خوش نظر خیر البشر ﷺ

دل نواز و دلپذیر و دل نشین و دلکشا
چارہ ساز و چارہ کار و چارہ گر خیر البشر ﷺ

سر بسر مہر و مروّت سر بسر صدق و صفا
سر بسر لطف و عنایت سر بسر خیر البشر ﷺ

صاحبِ خلقِ عظیم و صاحبِ لطف و عمیم
صاحبِ حق ، صاحب شق القمر خیر البشر ﷺ

حدِ فاصل خیر و شر کے درمیاں ذاتِ نبی
شاہراہِ زندگی میں معتبر خیر البشر ﷺ

آدمی کے اولیں درد آشنا شاہ ہدیٰ
آگہی کے آخری پیغامبر خیر البشر ﷺ

اپنی اُمت کے برہنہ سر پہ رکھ شفقت کا ہاتھ
پونچھ دے انسانیت کی چشمِ تر خیر البشر ﷺ

کب ملے گا ملتِ بیضا کو پھر اوجِ کمال
کب شبِ حالات کی ہوگی سحر خیر البشر ﷺ

در پہ پہنچے کس طرح وہ بے نوا بے بال و پر
اک نظر تائبؔ کے حالِ زار پر خیر البشر ﷺ

حفیظ تائب

اداریہ

اللہ کا اعلان جنگ

حدیث قدسی ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ رب العزت فرماتا ہے

مَنْ عَادَلِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْب (رواہ البخاری)

جو میرے دوست کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے میرا اس کے ساتھ اعلان جنگ ہے۔

ہمارے ہاں جس طرح منکرین اولیاء اللہ کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں اس کی وجہ بدعقیدہ اور با اثر طاقتوں کی سرپرستی بھی ہے جو ہمارے ملک میں گستاخانہ اور بے ادبی پر مشتمل عقائد کو فروغ دینے کے لئے اپنے تمام تر وسائل اور اثر رسوخ استعمال کر رہے ہیں اور اب حال یہ ہے کہ پاکستان کے شہروں میں کوئی گلی کوئی محلّہ ایسا نہیں بچا جہاں ان بدعقیدہ جماعتوں نے اپنے مراکز نہ قائم کر لئے ہوں جہاں رسولِ اعظم ﷺ کی ذات بابرکات کے بارے میں گستاخانہ عقائد کا پرچار کرنے کے ساتھ ساتھ اولیاء وصالحین کی پاکیزہ شخصیات اور ان کی تعلیمات کے خلاف سادہ لوح لوگوں کو گمراہ کیا جا رہا ہے۔

ستم بالائے ستم یہ کہ ہم خود جو اہل اللہ کے پیروکار ہیں اپنی بے عملی اور بدکرداری سے ان گستاخوں کے عقائد کو مزید تقویت فراہم کر رہے ہیں اور عملاً ہم خود ایسی بے ادبیوں اور گستاخیوں میں ملوث ہو چکے ہیں جن کو ہم کسی طرح سے بھی دوسروں سے گوارہ نہیں کر سکتے۔

کلیام شریف کی مقدس درگاہ کے احاطے میں عام مومنین کی قبروں کی مسماری اور بے ادبی اس کی کھلم کھلا مثال ہے۔ مجاوروں کی طرف سے اہلیانِ کلیام اور اہل محبت کی قبروں کو ڈھا دینا بھی ایسی ہی بے ادبی اور گستاخی ہے جو بدعقیدہ لوگوں کی منشاء اور نصب العین کے عین مطابق ہے۔ مگر ہم اس کو بزعم خویش درست سمجھتے ہوئے نظریہ ضرورت کے تحت لازمی گردانتے ہیں۔ حالانکہ یہی عمل اگر کوئی اور جماعت یا گروہ کرتا تو اس کو گستاخ بے ادب اور بدعقیدہ کہا جاتا حتی کہ اس کو اہل سنت سے ہی خارج کر دیا جاتا۔

ایک صحابی رسول ﷺ نے بیان کیا

رأنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم متکا علی قبر فقال لا توذصاحب ھذا القبر (مشکوٰۃ ۱۴۹)

آقائے دوعالم ﷺ نے مجھے قبر پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اے شخص تو اس قبر سے نیچے اُتر آ تیرے قبر پر چڑھ کر بیٹھنے سے صاحب مزار کو اذیت اور تکلیف پہنچتی ہے۔

اسلام میں مرد مومن کی تعظیم وتکریم کا عالم یہ ہے کہ دورانِ طواف حضور رحمت عالم ﷺ نے کعبہ معظّمہ کو مخاطب کر کے فرمایا

والذی نفس محمد بیدہ لحرمۃ المومن اعظم عند اللہ حرمۃ منک (ابن ماجہ ۲۹۰)

اس اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے مرد مومن کی عزت وحرمت اللہ کے نزدیک تجھ سے بھی کہیں بلند ہے۔

اس حدیث پاک سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ جس طرح کعبہ کا احترام کرتے ہیں کہ اس کی طرف منہ کر کے تھوکنے کو منع کیا گیا،

کعبہ کی طرف پاؤں پھیلانا خلاف ادب سمجھا گیا، کعبہ کی طرف منہ یا پشت کر کے قضائے حاجت ممنوع قرار دیا گیا یہ کعبۃ اللہ کی عزت وحرمت کے تقاضے ہیں مگر اس مردِ مومن کی عزت وحرمت کا کیا عالم ہوگا جو کعبہ سے بھی افضل ہے۔

اسلام کی ان واضح تعلیمات کی روشنی میں دیکھیں کہ اب ہمارا عمل و کردار کیا ہے؟ کیا ہم رسول اللہ ﷺ کے ان فرامین پر عمل کرنے والے ہیں یا مومنوں کی قبروں کو مسمار کر کے ان کی بے حرمتی کرنے والے ہیں۔

ہم نے بانی سلسلہ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامی المعروف حافظ نور صاحب کے مزار کے اندر مجاوروں کی طرف سے بنائی گئی جھوٹی قبروں کو محض جھوٹا ثابت کر دیا تھا مگر مجاوروں کی ضد اور ڈھٹائی کی کوئی انتہا نظر نہیں آتی۔ وہ جھوٹی قبروں کے بنانے کو تو بے ادبی نہیں سمجھتے مگر ہمارے مطالبے پر ان کو ختم کرنے کو بے ادبی کہتے ہیں۔ ہم ان سے یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا........

اہلیان کلیام شریف کی عقیدت مندی اور اخلاص ومحبت کو نظر انداز کر کے درگاہ کے احاطے میں مومنین کی قبریں مسمار کرنا کیا یہ بے ادبی گستاخی اور فرامین رسول ﷺ کی کھلم کھلا خلاف ورزی اور انکار نہیں؟

اگر آپ جناب اس طرح کی ضمیر فروشی، بے حرمتی اور اسلام دشمنی کو بڑے بڑے جوازات سے درست اور انتہائی جرات مندی سے عملی جامہ پہنا سکتے ہیں اور پھر آپ کی زبانیں انتہائی دیدہ دلیری کے ساتھ درگاہ کے احاطے ختم خوجگان کے انتہائی مقدس موقع پر گالم گلوچ اور ہاتھا پائی تک کر لیں تو بھی بے ادبی شمار نہیں ہوتی تو کیا خواجہ خواجگان خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے مزار پُر انوار میں بنائی گئی جھوٹی قبروں کو ختم کر دینا بے ادبی شمار ہوگا۔

مگر یہ کان اب اسلام کی ان روشن تعلیمات کو سننے سے قاصر ہیں

اور یہ آنکھیں اس واضح ہدایت کو دیکھ نہیں سکتیں

اور پھر اب آخر میں یہی صورت باقی رہ جاتی ہے جو ایمان کا اعلیٰ درجہ ہے

حضور ﷺ نے فرمایا برائی کو دیکھو تو ہاتھ سے ختم کرو اور اگر ایسے نہ کر سکو تو زبان سے بُرا کہو اور اگر یہ بھی نہ کر سکو تو دل سے بُرا جانو جو ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

اہلیان کلیام میں سے باغیرت اور باحمیت افراد نے درگاہ میں مٹائی جانے والی اہل ایمان کی قبروں پر راست اقدام اُٹھانے کا فیصلہ کیا ہے جس کو اہل ایمان وغیرت مند احباب نے اپنی حمایت دے کر تقویت پہنچائی اور اس طرح فرمان رسول ﷺ کہ "جو اللہ کے ولی کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے اس کے ساتھ اللہ کا اعلان جنگ ہے" کی عملی صورت سامنے آئی۔

اذا فاتک الحیاء فافعل ماشئت

جب تجھ میں حیاء ختم ہو جائے تو جو مرضی کرتا رہ......

مدیر اعلیٰ

روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عہد بہ عہد......تاریخی جائزہ

فیروزالدین احمد فریدی

رحمت عالم رسول اکرم ﷺ آج جہاں آرام فرما ہیں وہاں سوا چودہ سو سال قبل آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا حجرہ مبارک تھا اس کی لمبائی 16 فٹ اور چوڑائی 12 فٹ تھی۔ مدینہ منورہ کے اس حجرے میں جو کچھ بھی تھا، بس یہی دو سو مربع فٹ کا رقبہ تھا۔ اس مقدس حجرے کے بارے میں حضرت حسن بصریؒ جو رسول کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہؓ کی آزاد کردہ کنیز کے بیٹے تھے، بتاتے ہیں کہ اپنے لڑکپن کے ابتدائی دور میں وہ یہ حجرہ اور دوسری امہات المومنین کے حجرات دیکھنے جایا کرتے تھے۔ جب کھڑے ہوتے تو ان کا ہاتھ چھت سے لگتا تھا۔ حضرت حسن بصری رسول کریم ﷺ کے وصال کے دس سال بعد پیدا ہوئے تھے۔

یہ تھی رسول کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کی ہائش گاہوں کی لمبائی چوڑائی اور اونچائی۔ ان کی دیواریں کچی اینٹوں اور چھتیں کھجور کے درخت کی لکڑی اور پتوں سے بنائی گئی تھیں۔ اللہ جانتا ہے کہ تیز بارش اور چلچلاتی دھوپ میں یہ چھتیں اپنے مکینوں کی کیسے حفاظت کرتی ہوں گی؟ ان حجروں کے دروازوں پر جانوروں کے بالوں سے بنے موٹے موٹے کمبل ڈال دیے جاتے۔ ہر حجرے کے ساتھ تقریباً اسی طول وعرض کا ایک چھوٹا سا عقبی صحن ہوتا، جس کے گرد کھجور کی لمبی ٹہنیوں سے باڑ باندھنے کے بعد ان ٹہنیوں پر بھی ایسے ہی کمبل ڈال دیے جاتے تھے تاکہ ٹہنیوں کے درمیانی شگافوں سے بے پردگی نہ ہو۔

مدینے میں قبلے کا رخ جنوب کی جانب ہے ۔رسول کریم ﷺ کی سب سے چھوٹی بیٹی حضرت فاطمہؓ کا حجرہ آپ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہؓ کے حجرے کے ساتھ اس کے شمال کی سمت میں تھا۔ ان دونوں حجروں کے دروازے مسجد نبوی میں کھلتے تھے۔ اب یہ دونوں گنبد خضرا کے سائے تلے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرے کے مشرق اور اس سے متصل رسول کریم ﷺ کی دوسری زوجہ محترمہ حضرت سودہؓ کا حجرہ تھا۔ مسجد نبوی کی تعمیر سے فارغ ہوتے ہی رسول کریم ﷺ نے ان دونوں کو بیک وقت ایک ہی طرز پر تعمیر کروایا تھا۔ محل وقوع کو مزید سمجھنے کے لئے یاد رہے کہ مسجد نبویؐ کے مشرق میں جنت البقیع ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرے کے جنوب یعنی قبلے کی سمت اور حضرت عائشہؓ کے حجرے سے گز بھر آگے حضرت حفصہؓ کا حجرہ تھا۔ پچھلے 14 سو برسوں کے دوران جب اربوں کلمہ گو رسول اللہ ﷺ کی قبر اطہر کے سامنے کھڑے ہو کر گداز دل اور تر آنکھوں سے آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجتے رہے ہیں تو ان میں سے بیشتر کو یہ علم نہ ہوگا کہ وہ جہاں کھڑے ہیں وہ جگہ چالیس برس سے زیادہ حضرت حفصہؓ کی رہائش گاہ رہی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت حفصہؓ کے حجروں کے درمیان ایک انتہائی تنگ گلی تھی جس میں ایک وقت میں ایک ہی آدمی گزر سکتا تھا۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ اپنے حجروں میں بیٹھی ہوئیں ایک دوسرے سے باتیں کرلیا کرتی تھیں۔ حضرت فاطمہؓ اور ازواج مطہرات میں سے حضرت سودہؓ، حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کے علاوہ صرف ایک اور حجرے کا صحیح محل وقوع معلوم ہے اس میں آپ ﷺ کی پانچویں بیوی حضرت زینب بنت خزیمہؓ صرف پانچ ماہ رہیں۔ جب چند ماہ بعد ان کا انتقال ہوگیا تو آپ ﷺ نے حضرت ام سلمہؓ سے شادی

کی جو اگلے 56 برس یہاں رہائش پذیر رہیں۔ ازواج مطہرات میں سے حضرت ام سلمہؓ کا انتقال سب سے آخر میں ہوا۔ حضرت ام سلمہؓ کے حجرے کے بعد شمال کی جانب پانچ مزید حجرات تقریباً ایک قطار میں وقتاً فوقتاً بنتے گئے جو رسول کریم ﷺ کی پانچ دیگر ازواج مطہرات کی رہائش گاہیں تھیں۔

بالائی سطور سے یہ نقشہ سامنے آتا ہے کہ مسجد نبویؐ کے مشرق میں قبلے یا جنوب کی سمت سب سے پہلا حجرہ حضرت حفصہؓ کا تھا اس کے نیچے یا شمال میں دو دو حجروں کی دو قطاریں تھیں پہلی قطار میں مغرب یا مسجد نبوی کی جانب پہلا حجرہ حضرت عائشہؓ کا تھا۔ جو حضرت حفصہؓ کے حجرے کے تقریباً سامنے تھا دوسرا حضرت سودہؓ کا تھا جو حضرت عائشہؓ کے حجرے سے متصل مشرق یعنی جنت البقیع کی جانب تھا۔ دوسری قطار میں مغرب یعنی مسجد نبوی کی جانب پہلا حجرہ حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کا تھا جو حضرت عائشہؓ کے حجرے سے متصل تھا اور اس کا دروازہ بھی حضرت عائشہؓ کے حجرے کی طرح مسجد نبوی میں کھلتا تھا۔ حضرت فاطمہؓ کے حجرے کے ساتھ دوسرا حجرہ حضرت ام سلمہؓ کا تھا جو حضرت سودہؓ کے حجرے کے مشرق یا جنت البقیع کی جانب تھا۔

اب یہ واضح ہو گیا ہے کہ زمین کا وہ خوش نصیب ٹکڑا جسے آج گنبد خضرا نے ڈھانپ رکھا ہے سوا چودہ صدیاں پہلے حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت سودہؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت ام سلمہؓ کے حجروں اور حضرت حفصہؓ کے حجرے کے ایک حصے کی جگہ تھا۔ حضرت ام سلمہؓ کے حجرے کے نیچے یا شمال کے رخ پر اس طرح کے پانچ اور حجرے تھے جو دوسری ازواج مطہراتؓ کی رہائش گاہیں تھیں۔ یہ تھے دو دو سو مربع فٹ کے وہ نو حجرے جن میں اللہ کے آخری رسول ﷺ نے اپنی زندگی کا آخری عشرہ گزارا۔ یہ تھی وہ اقامت گاہیں جن میں آپ ﷺ سوئے، اُٹھے، بیٹھے، محو گفتگو اور سجدہ ریز ہوئے۔ ان میں سے بعض میں آپ ﷺ پر وحی اتری اور ان میں سے ایک میں آپ ﷺ نے وفات پائی اور اب اس میں آرام فرما ہیں۔

جب کوئی زائر مسجد نبوی ﷺ میں، ریاض الجنہ کے قریب جنوب کی جانب جالیوں کی وسطی جالی میں نصب تین گول دائروں میں سے پہلے گول دائرے کے بالمقابل کھڑا ہوتا ہے تو اس کے اور رسول کریم ﷺ کے درمیان ظاہری طور پر صرف چند گز کا فاصلہ ہوتا ہے۔ اس جانب کی جالیوں کے پیچھے سب سے پہلے حضرت حفصہؓ کے حجرے کا ایک حصہ ہے اور پھر گز بھر چوڑی وہ گلی ہے جو کبھی حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کے حجروں کے درمیان ہوا کرتی تھی۔ اس کے بعد حضرت عائشہؓ کا حجرہ ہے جس میں جنوب مغرب یا قبلے اور ریاض الجنہ کی اطراف سے پہلی قبر رسول اکرم ﷺ کی ہے اس سے ذرا نیچے یا شمال کی جانب پہلے آپ ﷺ کے خسر اور خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ اور اس کے بعد ذرا نیچے آپ ﷺ کے دوسرے خسر اور خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ کی قبریں ہیں۔ رسول کریم ﷺ کا سر مبارک مغرب یعنی مسجد نبوی کی طرف، پاؤں مشرق یعنی جنت البقیع کی طرف اور چہرہ انور کا رخ قبلے یا جنوب کی طرف ہے تدفین کے وقت یہی ترتیب آپ کے ان دو اصحاب کی رکھی گئی جو زندگی میں بھی آپ ﷺ کے ساتھی تھے اور اب بھی آپ ﷺ کے ساتھ آرام فرما ہیں۔

رسول کریم ﷺ کے سینے اور بعض روایات کے مطابق کندھے کے سامنے حضرت ابو بکرؓ کا سر اور حضرت ابو بکر کے سینے اور بعض روایات کے مطابق کندھے کے سامنے حضرت عمرؓ کا سر ہے۔ یہ تینوں قبریں تقریباً مربع شکل کی ایک مہر بند چار دیواری میں ہیں جو کبھی حضرت عائشہؓ کا حجرہ تھا۔ اس چار دیواری کے گرد ایک پانچ دیواری ہے اس پانچ دیواروں والے کمرے کو ہی آج کل ''حجرہ شریفہ'' کہا جاتا ہے۔ یہ ''پانچ دیواری'' بھی مہر بند ہے اور اس کے اوپر سبز غلاف چڑھا ہوا ہے۔ اس پانچ دیواری کی تفصیلات اگلی سطور میں دی گئی ہیں یہاں صرف یہ بتانا ضروری ہے کہ تین گول دائروں والی جالی کے اندر سے زائر کو جو نظر آتا ہے وہ اس پانچ دیوری کا جنوبی یا قبلے کے رخ والا حصہ ہے۔

رسول کریم ﷺ کے وصال کے تقریباً 80 برس بعد، اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک کے دور میں مدینے کے گورنر حضرت عمر بن عبد العزیز کو مسجد نبوی کی مزید توسیع کا حکم دیا گیا۔ مسجد نبوی کا رقبہ جس میں پہلی توسیع رسول اکرم ﷺ دوسری توسیع حضرت عمر فاروقؓ اور تیسری توسیع حضرت عثمانؓ نے کروائی تھی اب اسلامی مملکت کے محیر العقل پھیلاؤ اور مسلمانوں کی آبادی میں کثرت کے باعث پھر چھوٹا پڑ گیا تھا۔ بات تقریباً 91 ہجری بمطابق 719ء کی ہو رہی ہے۔ اس وقت تک تمام ازواج مطہراتؓ وفات پا چکی تھیں۔ خلیفہ کی ہدایت پر حضرت عائشہؓ کے حجرے کے علاوہ باقی تمام حجرات گرا کر ان کی زمین مسجد نبوی ﷺ کے لئے استعمال کی گئی۔ کہا جاتا ہے کہ جس روز یہ تقریباً 100 سال قدیم حجرے گرائے گئے اس دن مدینے میں ہر آنکھ اشک بار تھی۔ لوگ کہہ رہے تھے اور مدتوں کہتے رہے کہ یہ حجرے جوں کے توں رہنے چاہئیں تھے۔ تاکہ آنے والی نسلوں کو معلوم ہوتا کہ ان کے آقا و مولیٰ نے اپنی زندگی کے آخری 10 برس فقیرانہ شان سے گزارے حالانکہ فتح خیبر کے بعد اگر وہ چاہتے تو اپنے، اپنی بیٹی اور بیویوں کے لئے پختہ وسیع اور آرام دہ مکانات بنا سکتے تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے حضرت عائشہؓ کے حجرے کی چار دیواری کی از سر نو تعمیر کی اور اس کے بعد اس کے گرد تقریباً 7 میٹر یا ساڑھے سات گز اونچی ایک بیرونی دیوار کا بھی اضافہ کیا۔ تعمیر نو اور توسیع کے دوران جب یہ حجرے گرائے گئے تو مدینے کی ایک بھیگی رات میں جو کچھ بیتی وہ ایک معاصر عبداللہ بن محمد بن عقیلؒ کی زبانی سنیئے ''اس رات مدینے میں بارش ہو رہی تھی میرا معمول تھا کہ رات کے آخری پہر مسجد نبوی میں حاضری دیتا۔ پہلے رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام بھیجتا اور پھر نماز فجر تک مسجد نبوی میں رہتا۔ اس رات بھی میں حسب معمول نکلا ابھی حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے مکان تک پہنچا تھا جو (جنت البقیع کے بالکل پاس تھا) کہ اچانک ایسی خوشبو آئی جو میں نے کبھی محسوس نہ کی مسجد نبوی ﷺ پہنچا تو دیکھا کہ حضرت عائشہؓ کی کوٹھڑی کی ایک دیوار (مشرقی دیوار جو جنت البقیع کی جانب ہے) گری ہوئی ہے میں اندر گیا اور رسول کریم ﷺ کی خدمت میں درود و سلام پیش کیا۔ ابھی وہیں تھا کہ مدینے کے گورنر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ آ گئے۔ ان کے حکم پر کوٹھڑی کو ایک بڑے کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا۔ علی الصباح مستری کو کوٹھڑی کے اندر جانے کے لئے کہا گیا اس نے کہا اس کے ساتھ کوئی اور بھی چلے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اُٹھ کھڑے ہوئے ان کے ساتھ دو اور حضرات بھی تیار ہو گئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے یہ دیکھا تو کہا کہ ہمیں اس مقدس مقام کے مکینوں کے سکون میں خلل اندازی سے گریز کرنا چاہئے۔ انہوں نے صرف اپنے آزاد کردہ غلام مزاحم کو اندر جانے کے لئے کہا جس نے بعد میں بتایا کہ پہلی قبر دوسری دو قبروں کے مقابلے میں تھوڑی سی نیچی تھی۔''

اس واقعہ کے کم از کم 35 برس قبل حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پوتے نے جب اپنی پھوپھی حضرت عائشہؓ کی زندگی میں یہ تینوں قبریں دیکھیں تو وہ سطح زمین سے نہ بہت بلند تھیں اور نہ زین کے ساتھ لگی ہوئیں تھی۔ تینوں پر سرخ مٹی نظر آ رہی تھی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے ایک اور ہمعصر کا بیان ہے کہ انہوں نے جب یہ تینوں قبریں دیکھیں تو وہ سطح زمین سے تقریباً 4 انچ اوپر تھیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے حضرت عائشہؓ کے گرد جو چار دیواری کھنچوائی اس میں سیاہ رنگ کے ویسے ہی پتھر استعمال کیے گئے جیسے خانہ کعبہ کی دیواروں میں ہیں۔ اس کی تصدیق صدیوں بعد ان لوگوں نے کی جنہیں مرمت کے دوران یہ مہر بند چوکور کمرہ دیکھنے کا موقع نصیب ہوا۔ اس چار دیواری کے گرد ''پانچ دیواری'' بنوانے کا ایک مقصد یہ تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ کی آخری آرام گاہ کا طرز تعمیر اللہ کے گھر کے طرز تعمیر سے مختلف رہے جو چار دیواروں پر مشتمل ہے۔

اس پانچ دیواری کا نقشہ کچھ یوں ہے کہ جب آپ تین گول دائروں والی جالی کے سامنے کھڑے ہوں تو جالیوں کے درمیان میں سے آپ کو جو نظر آتا ہے وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی بنوائی ہوئی بیرونی دیوار کا جنوبی حصہ ہے۔ جو ساڑھے 8 میٹر لمبا اور خط مستقیم میں ہے جالیوں

میں سے آپ کو عربی تحریر سے مزین جو سبز کپڑا اندر نظر آئے گا وہ حضرت عمر بن عبد العزیز کی بنوائی ہوئی بیرونی دیوار کے جنوبی حصے پر چڑھا ہوا ہے نہ کہ حضرت عائشہ کے حجرے کی دیوار پر۔

مشرق میں یا جنت البقیع کی جانب بیرونی دیوار جو ظاہر ہے کہ سبز جالیوں کے اندر ہے خط مستقیم میں نہیں بلکہ دو حصوں میں ہے جنوب یا قبلے کی جانب سے شمال کو جاتے ہوئے بیرونی دیوار کا ایک حصہ جو تقریباً 6 میٹر ہے خط مستقیم میں ہے لیکن آگے جا کر اس دیوار کا دوسرا حصہ وتر کا زاویہ بناتا ہوا شمال مغرب کی سمت مُڑ جاتا ہے اس دوسرے حصے کی لمبائی تقریباً 7 میٹر ہے۔ اسی طرح مغرب یا ریاض الجنہ کی جانب بھی بیرونی دیوار ان خط مستقیم میں نہیں ریاض الجنہ میں جنوب سے شمال کو جاتے ہوئے سبز جالیوں میں تین ستونوں کے نام نظر آئیں گے۔ جو الترتیب السریر ، الحرس، الوفود ہیں الرسریر سے الوفود کو جاتے ہوئے سبز جالیوں کے اندر بیرونی دیوار کا ایک حصہ جو تقریباً 8 میٹر لمبا ہے خط مستقیم میں ہے لیکن آگے جا کر اسی دیوار کا دوسرا حصہ جس کی لمبائی 6 میٹر ہے وتر کا زاویہ بناتے ہوئے شمال مشرق کی طرف مُڑ جاتا ہے۔ اور پھر شمال میں اپنے بالمقابل دیوار سے مل جاتا ہے۔ اس طرح بیرونی دیوار کی مجموعی لمبائی ساڑھے 35 میٹر ہے۔ قبلے یعنی جنوب کی جانب ساڑھے 8 میٹر لمبی دیوار خط مستقیم میں ہے۔ مشرق اور مغرب کی سمت یہ دیوار دو حصوں میں منقسم ہے جنوب سے شمال کو جاتے ہوئے ان دیواروں کا ایک حصہ خط مستقیم میں ہے اور دوسرا وتر کا زاویہ لئے ہوئے ہے۔ شمال کی سمت مشرقی اور مغربی دیواروں کا نقطہ اتصال ہے اور کوئی دیوار نہیں ان پانچ دیواروں کے گرد وہ گوشہ اور سبز جالی ہے جو ہر زائر کی آنکھوں کو ٹھنڈک بخشتی ہے۔ اس کی لمبائی جنوب یا قبلے کی سمت سے شمال تک تقریباً 16 میٹر اور مشرق سے مغرب تک تقریباً 15 میٹر ہے اس جالی میں 4 دروازے ہیں جو شمال جنوب اور مشرق مغرب میں ہیں۔ مشرقی دروازے کے علاوہ باقی تینوں دروازے بند رکھے جاتے ہیں۔ مشرقی دروازہ بھی اسی وقت کھولا جاتا ہے جب کسی خصوصی مہمان یا وفد کو اندر لے جانا ہو یہ خصوصی مہمان سبز جالی کے اندر داخل ہو جاتے ہیں لیکن اس مہر بند بیرونی 5 دیواری کے اندر نہیں جا سکتے۔ جس کی اولین تعمیر حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے سوا 13 صدی قبل کرائی تھی اور ظاہر ہے کہ اس اندرونی مہر بند چار دیواری کے اندر جانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جس میں رسول اللہ ﷺ آرام فرما ہیں۔

اس مقدس اور قدیم چار دیواری کے اوپر ایک چھوٹا گنبد اور اس چھوٹے گنبد کے اوپر وہ بڑا سبز گنبد ہے جو 1253ھ (مطابق 1837ء) سے اپنے رنگ کی نسبت سے، دنیا بھر میں ''گنبدِ خضرا'' کے نام سے مشہور ہے۔ ان دونوں گنبدوں میں، قبلے یعنی جنوب کی جانب، ایک دوسرے کے متوازی، ایک ایک سوراخ اس طرح رکھا گیا کہ جب سورج کی کرنیں گنبدِ خضرا کے سوراخ پر پڑتی ہیں، تو وہ اندرونی گنبد کے متوازی سوراخ سے ہوتی ہوئی روضۂ اقدس میں پہنچتی ہیں اور جب تیز بارش ہوتی ہے، تو وہ بھی اس طرح روضے میں پہنچتی ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے حجرے کے باہر شمال کی سمت میں واقع کھلی جگہ میں نمازِ تہجد ادا کی ہے۔ یہاں ایک محراب ہے جو ''محراب تہجد'' کہلاتی ہے لیکن سبز جالیوں سے نظر نہیں آتی۔ اس کے آگے آج ایک پتلا سا چبوترہ بنا ہوا ہے جس کے سامنے پیتل کی ایک دیدہ زیب منقش جالی نصب ہے۔ چبوترے پر ایک لمبی اور اونچی الماری ہے جس میں قرآن کے سیکڑوں نسخے رکھے ہیں۔ اس پیتل کی جالی کے سامنے وہ گزر گاہ ہے جو مشرق کی سمت باب جبریل اور مغرب کی طرف ریاض الجنّہ کی طرف جاتی ہے۔

اگر آپ باب جبریل سے مسجد نبویؐ میں داخل ہوں، جو ہر زائر کی ترجیح ہوتی ہے، چند گز بعد آپ کے بائیں جانب پیتل کی منقش جالی اور دائیں جانب قالینوں سے مزیّن ایک چھوٹا سا چبوترہ ہے، جسے اکثر زائرین غلطی سے ''اہل صفہ'' کا چبوترہ سمجھ کر، اس پر جگہ حاصل کرنے کی تگ و دو میں لگ جاتے ہیں۔ اصحابؓ صفّہ کے قیام کا وہ مقام جہاں دورِ رسالتؐ میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ ستر اصحاب بیک وقت قیام

کرتے تھے، یہ نہیں ہے۔ ''اہل صفہ'' کی جگہ موجودہ چبوترے سے خاصی آگے مغرب کی جانب تھی۔ اگر آپ ''استوانہ عائشہؓ'' سے شمال کی سمت یعنی قبلے کے مخالف رخ چلیں تو پانچواں ستون آج جہاں ہے، وہاں 7ھ سے پہلے اصحاب صفہ کا چبوترہ اور سائبان ہوتا تھا۔ 7ھ سے قبل مسجد نبویؐ کی شمال مغربی حد بھی یہیں تک موجود تھی۔ موجودہ چبوترہ رسول کریم ﷺ کے وصال کے تقریباً ساڑھے پانچ صدیوں بعد، بالفاظ دیگر آج سے تقریباً ساڑے آٹھ سو سال قبل، مصر اور شام کے حکمران سلطان نورالدین زنگیؒ نے 557ھ (مطابق 1162ء) میں ایک سنگین واقعے کے بعد بنوایا، یہ چبوترہ مسجد نبویؐ کے خادموں اور محافظوں کے بیٹھنے کے لیے بنوایا گیا تھا اور اب یہاں زائرین کی نشست ہوتی ہے۔

تین صدیوں بعد 881ھ (مطابق 77-1476ء) میں حضرت عائشہؓ کے حجرے کی چاردیواری اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی بنوائی ہوئی ''پانچ دیواری'' دونوں کی از سر نو تعمیر کی ضرورت پڑ گئی۔ تاریخ مدینہ ''وفا الوفا'' کے مصنف علامہ سمہودی کو تعمیر نو کے اس کام میں رضاکارانہ طور پر حصہ لینے کی سعادت حاصل ہوئی۔ وہ لکھتے ہیں 14 شعبان 881ھ بمطابق 2 دسمبر 77-1476ء کو پانچ دیواری مکمل طور پر ڈھادی گئی دیکھا تو اندرونی چاردیواری میں بھی دراڑیں پڑی ہوئیں تھیں چنانچہ وہ بھی ڈھادی گئی ہماری آنکھوں کے سامنے اب مقدس حجرہ تھا مجھے داخلے کی سعادت ملی میں پچھلی طرف یعنی شمالی سمت سے جو قبلے کے مخالف سمت ہے داخل ہوا خوشبو کی ایسی لپٹ آئی جو زندگی میں کبھی محسوس نہیں کی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے دونوں خلفاء کی خدمت میں ادب سے سلام پیش کیا۔ مقدس حجرہ مربع شکل کا تھا اس کے چاردیواری سیاہ رنگ کے پتھروں سے بنی ہوئی تھی۔ جیسے خانہ کعبہ کی دیواروں میں استعمال ہوئے ہیں۔ چاردیواری میں کوئی دروازہ نہ تھا۔ میری پوری توجہ تین قبروں پر مرکوز تھی۔ تینوں سطح زمین کے تقریباً برابر تھیں صرف ایک جگہ ذرا سا ابھار تھا یہ شائد حضرت عمرؓ کی قبر تھی۔ قبروں پر مٹی پڑی تھی میں تعمیر نو کے کام میں مشغول ہو گیا جو سات ہفتوں میں 7 شوال 881ھ بمطابق 23 جنوری 1477 کو مکمل ہوا۔

رسول اکرم ﷺ کے وصال سے آج تک اہل ایمان اپنے محبوب سرکار دو جہاں حضرت محمد ﷺ کے روضہ اطہر پر حاضری اور وہاں درود وسلام کا نذرانہ پیش کرنے کو اپنی زندگی کا حاصل سمجھتے ہیں۔

یہ دیار مصطفےٰ ﷺ ہے یہاں وقت رُک گیا ہے
اسی در پہ روشنی ہے اسی چھاؤں میں اماں ہے
یہ تجلیوں کا عالم مجھے کیا خبر کہاں ہے
جو ادا نہ ہو زباں سے وہی حرف ترجماں ہے

ختم خواجگان

یہ سلسلہ چشتیہ کا انتہائی بابرکت عمل ہے جو ہر جائز مشکل کے حل کے لئے انتہائی مفید اور باعث خیر و برکات ہے۔اولیاء اللہ اور صالحین نے اس کو باقاعدگی کے ساتھ اپنی زندگی کا معمول بنائے رکھا اس کو انفرادی اور اجتماعی دونوں طرح سے پڑھا جاسکتا ہے۔اہل نسبت و عقیدت کے لئے اس کا طریقہ پیش کیا جارہا ہے

جگہ کو پاک صاف کر کے عطر اور خوشبو کا اہتمام کرتے ہوئے خشوع وخضوع کے ساتھ اس طرح شروع کیا جائے ایک مرتبہ الحمد شریف اور تین مرتبہ سورۃ اخلاص (قل ھو اللہ احد) پڑھ کر حضور ﷺ، اہل بیت اطہار، صحابہ کرام اور اولیاء اللہ کی ارواح کو ثواب پہنچا کر

سب سے پہلے بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ پڑھ کر

سورۃ فاتحہ (الحمد للہ) .... ایک مرتبہ

سورۃ الم نشرح .... ایک مرتبہ

درود شریف .... ایک مرتبہ

قل ھو اللہ احد .... ایک مرتبہ

درود شریف .... ایک مرتبہ

اَللّٰھُمَّ یَا مُجِیْبَ الدَّعْوَاتِ .... ۱۰۰ مرتبہ

اَللّٰھُمَّ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ .... ۱۰۰ مرتبہ

اَللّٰھُمَّ یَا کَافِیَ الْمُھِمَّاتِ .... ۱۰۰ مرتبہ

اَللّٰھُمَّ یَا دَافِعَ الْبَلِیَّاتِ .... ۱۰۰ مرتبہ

اَللّٰھُمَّ یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ .... ۱۰۰ مرتبہ

اَللّٰھُمَّ یَا رَافِعَ الدَّرَجَاتِ .... ۱۰۰ مرتبہ

اَللّٰھُمَّ یَا شَافِعَ الْاَمْرَاضِ .... ۱۰۰ مرتبہ

اَللّٰھُمَّ یَا خَیْرَ الرَّازِقِیْنَ .... ۱۰۰ مرتبہ

اَللّٰھُمَّ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ .... ۱۰۰ مرتبہ

اَللّٰھُمَّ آمِیْنَ .... ۱۰۰ مرتبہ

پھر ایک مرتبہ الحمد شریف اور تین مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھ کر حضور نبی کریم ﷺ، اہل بیت اطہارؓ، صحابہ کرامؓ، اولیاء عظامؒ، حضور غوث پاکؒ، خواجہ معین الدین چشتیؒ اور تمام مشائخ چشتیہ کی ارواح کو ایصال ثواب کریں اور پھر اپنے اور تمام امت کے لئے دعاء مانگیں۔

اُسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حیات صوفیاء

پروفیسر صاحبزادہ راشد مسعود کلیامی

بانی سلسلہ چشتیہ صابریہ کلیام شریف حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے پڑپوتے حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ نے اپنی زندگی جس طرح نفس کشی، مجاہدات وریاضات شاقہ اختیار کیں وہ راہ سلوک کے صرف چند مخصوص افراد کو میسر آتی ہیں آپ کو روحانی سرپرستی اور خصوصی توجہ اپنے جدامجد خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ سے حاصل تھی۔ مجھے آپ کی زندگی کی خوبصورت ساعتیں دیکھنے کی سعادت میسر آئیں جن میں ہمیں جگہ جگہ للّٰہیت، خلوص، توکل، عشق اور محبت کے اسباق کے ساتھ ساتھ اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی کا درس ملتا ہے۔

آپ کی زندگی کے چند روشن واقعات قارئین کے پیش خدمت ہیں۔

ایک مرتبہ عرس کے موقع پر محفل سماع میں قبلہ دادا جان (حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ) کے بالکل قریب بیٹھے ہوئے اچانک میرے دل میں ایک سوال اُبھرا ''کیا سماع جائز ہے یا ناجائز؟'' میں نے فوراً دوران سماع ہی آپ سے قوالی کے متعلق پوچھ لیا کہ اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے انتہائی سادہ الفاظ میں ارشاد فرمایا

''پے چمڑے اپر ہتھ مارن، اساں کی کیہ آ''

(بے شک چمڑے پر ہاتھ مارتے رہیں ہمیں اس سے کیا ہے)

آپ نے جو الفاظ ارشاد فرمائے وہ میرے جیسے کم علم نادان اور مبتدی کے لئے بالکل عجیب اور فہم وادراک سے ورا تھے مگر ان الفاظ کا کم از کم اثر یہ ہوا کہ میرا سوال اور آپ کا یہ جواب میرے دل میں ہمیشہ کیلئے پیوست ہو گیا۔ وقت گزرتا گیا اور میرا معاملہ آگے بڑھتا گیا آخر کار کچھ عرصے کے بعد جب مجھے سید عثمان علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۶۵ھ کی کتاب ''کشف المحجوب'' جو تصوف کی معتبر ترین کتابوں میں شمار کی جاتی ہے پڑھنے کا موقع ملا تو جب میں سماع کے متعلق داتا صاحبؒ کی یہ تحریر پڑھ رہا تھا جس میں داتا صاحبؒ فرماتے ہیں:

''ایک دن میں خواجہ ابو احمد المظفرؒ کے پاس حاضر ہوا تپش بہت زیادہ تھی میں لباس سفر میں تھا اور میرے بال پریشان تھے آپ نے کہا بتاؤ کیا چاہتے ہو؟ میں عرض کی ''مجھے سماع کی خواہش ہے'' خواجہ صاحب نے فوراً گانے والوں کا انتظام کیا میں جوان تھا میری طبیعت میں جوش اور ایک ناآزمودہ مبتدی کا خروش تھا۔ نغمہ وسرور نے مجھے بے چین کر دیا تھوڑی دیر بعد جب اس آفت کا زور و غلبہ کم ہوا تو آپ نے فرمایا ''پسند آیا؟'' میں نے عرض کی ''بے حد لطف اندوز ہوا ہوں۔'' کہنے لگے ''ایک وقت ایسا آئے گا جب تیرے لئے یہ سماع اور کوؤں کی کائیں کائیں برابر ہوں گی، سماع کی ضرورت اس وقت ہوتی ہے جب مشاہدہ حاصل نہ ہو مشاہدہ حاصل ہو تو سماع بیکار ہو جاتا ہے۔ خبردار اسے عادت نہ بنانا جو طبیعت ثانی ہو کر رہ جائے اور اس سے دست بردار ہونا مشکل ہو

حاصل ہوتو سماع بیکار ہو جاتا ہے۔ خبردار اسے عادت نہ بنانا جو طبیعت ثانی ہو کر رہ جائے اور اس سے دست بردار ہونا مشکل ہو جائے۔"

(کشف المحجوب از سید عثمان علی ہجویری باب ۱۲ ذکر ابو احمد المظفر بن احمد بن حمران، ترجمہ پیر محمد کرم شاہ الازہری، ص: ۲۵۲)

اچانک مجھے اپنا سوال اور داداجانؒ کا جواب یاد آگیا۔ جس میں آپؒ نے فرمایا تھا کہ یہ چمڑے پر ہاتھ مارتے رہیں ہمیں کوئی پرواہ نہیں۔ آپ کو سماع سے عدم دلچسپی کی وجہ ظاہر ہو چکی تھی کیونکہ اب آپ اس مقام پر تھے جہاں سماع کی ضرورت ہی باقی نہیں بچتی ہر طرف جلوہء حق ظاہر ہوتا ہے۔

آپ نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ عبادات ومجاہدات میں گزارا آپ کی اکثر راتیں ذکر وفکر اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے گزرتیں اور دن مخلوقِ خدا کی بھلائی اور خدمت میں بسر ہوتا۔ آپ کے اشغال میں حکمت وطبابت بھی شامل تھی اللہ رب العزت نے آپ کے دست مبارک میں شفاء کی تاثیر رکھی ہوئی تھی آپ کے پاس مختلف بیماریوں کے مریض اس قدر آتے تھے کہ فقر و درویشی سے زیادہ آپ کی حکمت مشہور تھی دور دراز کے اکثر لوگ آپ کو حکیم ہی سمجھتے تھے۔ آپ عام طور پر دوائی سبیل اللہ دیتے تھے جبکہ اگر کوئی خاص نسخہ تیار کرنا ہوتا تو اس کا صرف محدود ہدیہ لیتے جس سے آپ کی گزر اوقات ہوتی تھی۔ آپ فرماتے تھے کہ یہ حکمت ہمیں اپنے بزرگوں سے ملی ہے۔ جس میں اُن کی روحانیت اور للّٰہیت کے اثرات اتنے زیادہ ہیں کہ آج تک آپ کی حکمت اور دواؤں سے ہزاروں لوگ فیض یاب ہو رہے ہیں۔

مورت میں آپ کی رہائش کے قریب سادات بھی بستے ہیں جن میں سے کچھ اہل سنت سے ہیں جو آپ کے ساتھ محبت کا تعلق رکھتے تھے اور گاہے گاہے آپ کی ملاقات کو آتے رہتے تھے ایک دن ایک سید صاحب آپ کے پاس آئے تو انہوں نے انتہائی ادب سے آپ کو سلام کیا اس پر آپؒ نے انہیں روک کر فرمایا آپ خود آل رسولؐ ہیں آپ کا احترام ہم پر لازم ہے آپ ایسے نہ کریں۔ اس پر شاہ صاحب فرمانے لگے "اللہ نے آپ کو احترام کے قابل بنایا ہے اسلئے ہم آپ کی تعظیم کرتے ہیں"، اس کے بعد آپ نے ان سے انتہائی شفقت ومحبت سے گفتگو فرمائی۔

آپ کے پاس اگر کوئی عالم دین حاضر ہوتا تو آپ اُس کو بھی خصوصی توجہ اور شفقت سے نوازتے اور فرماتے کہ آپ دین کے مبلغ ہو آپ کی قدر کرنا ہم پر لازم ہے۔

ہمارے ہاں یہ طریقہ تھا کہ جب بھی کوئی مہمان آتا تو ملاقات کے فوراً بعد اُس کو لنگر کھانے کا حکم دیا جاتا، تمام موقعوں پر ہماری سب سے بڑی سرگرمی آنے والے مہمانوں کو لنگر کھلانا ہوتی تھی۔ مجھے اس بات پر سخت کوفت محسوس ہوتی کہ کیا یہی سب کچھ ہے کہ لنگر کا بندوبست کرو، لنگر کھلاؤ وغیرہ۔ وقت گزرتا گیا اور اس بات کو کئی سال بیت گئے ایک دن میں طلباء کو یہ حدیث پاک پڑھا رہا تھا۔

عن عبد الله بن عمرو ان رجلا سأل رسول الله ﷺ ای الاسلام خیر

قال تطعم الطعام و تقراء الاسلام علی من عرفت و من لم تعرف (رواہ البخاری)

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے ایک شخص نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ اسلام کا کون سا عمل سب سے بہتر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کھانا کھلانا اور سلام کرنا ہر شخص کو جسے تم جانتے ہو اور جسے نہیں جانتے

میں نے جب اس حدیث کی وضاحت شروع کی تو چلتے چلتے میرا دماغ خود آج سے کئی سال قبل اپنے سوال کی طرف چلا گیا جب میں یہ کہہ رہا تھا کہ اسلام کا سب سے بڑا عمل یہ ہے کہ جاننے اور نہ جاننے والے کو کھانا کھلایا جائے......تو میرا دماغ مجھے یہ بتا رہا تھا کہ تو تو آج سے قبل کھانا کھلانے کو کم اہمیت سمجھتا تھا اور یہ سوال کرتا تھا کہ کیا لنگر اور کھانا ہی اس ساری تقریب کا حاصل ہے تو آج تو نے خود پڑھ لیا ہاں اسلام کا سب سے بڑا عمل ہی یہی ہے اب میرے ذہن کو تسکین مل چکی تھی کہ اولیاء اللہ کی درگاہوں میں جو لنگر کا اہتمام ہوتا ہے اور ہر آنے والے کے لئے بغیر کسی تفریق کے لنگر پیش کیا جاتا ہے تو اس کی حکمت کیا ہے۔ آج میں یہ سمجھ چکا تھا کہ اولیاء کا ہر ہر عمل اپنے خالق و مالک کے پیارے حبیب ﷺ کی سنت مطہرہ اور اسوہ حسنہ کی پیروی میں ہوتا ہے۔

یہ کہہ کے لیا گود میں حیدر کو نبیؐ نے
دیکھا رخِ شہ صلِ علی کہہ کے علیؓ نے
دی جبکہ زباں منہ میں رسول عربیؐ نے
چوسا اُسے تا دیر محمدؐ کے وصی نے

تاثیر لعابِ دہنِ خیر ورا سے
معمور ہوا صدرِ علیؓ علمِ خدا سے

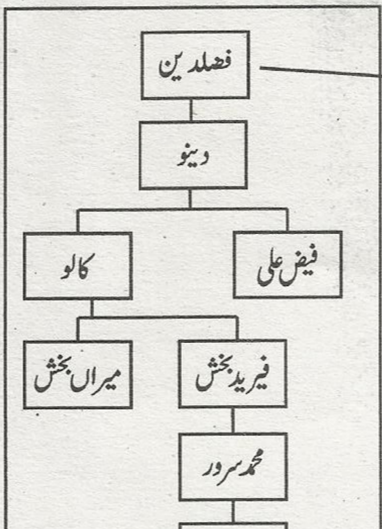
بالیدہ ہر اک دم تن حیدرؓ نظر آیا
زورِ یدِ قدرت رگ و ریشہ میں در آیا
طاقت تھی وہی جو کوئی ان سے نہ بر آیا
دو ٹکڑے کیا دیو بھی لڑنے کو گر آیا

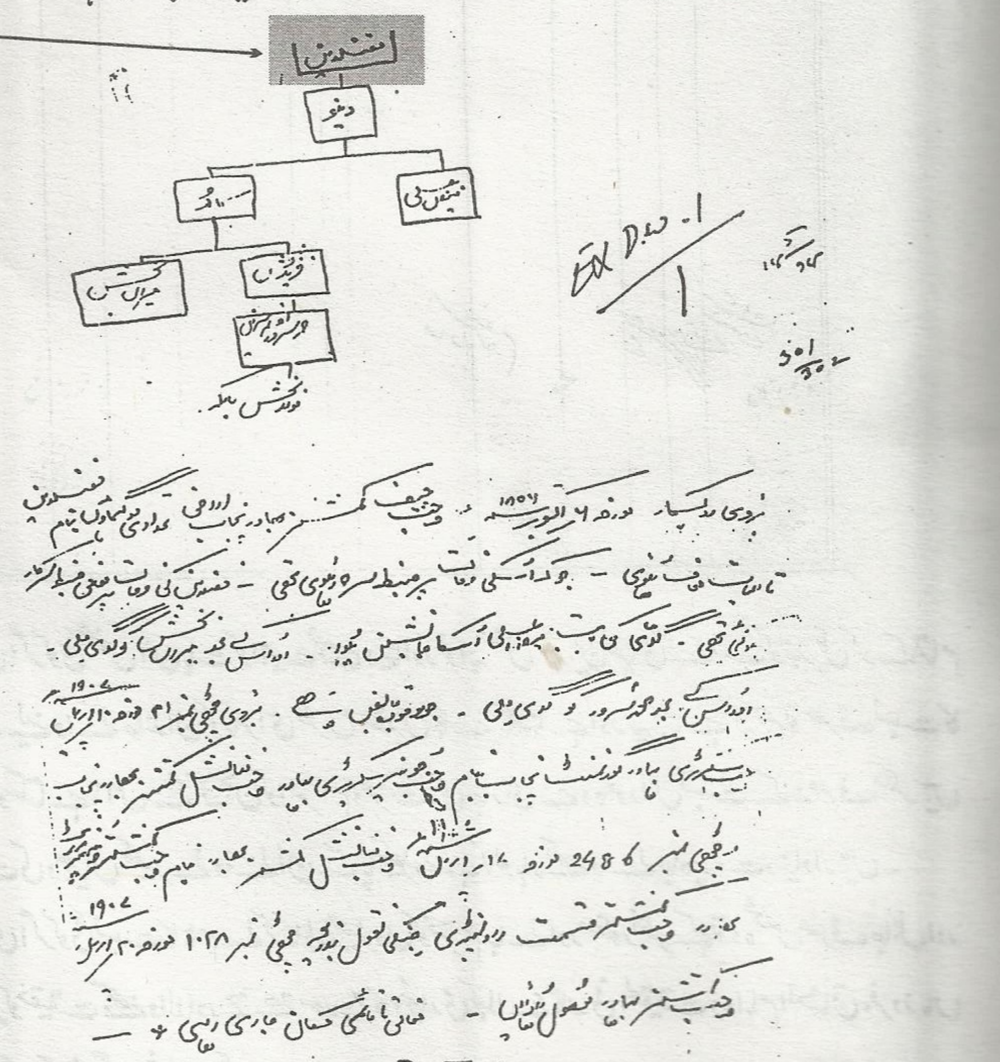
خوں سے جو بہم خونِ شہنشاہِ عرب تھا
ہاں لحمک لحمی یہی کہنے کا سبب تھا

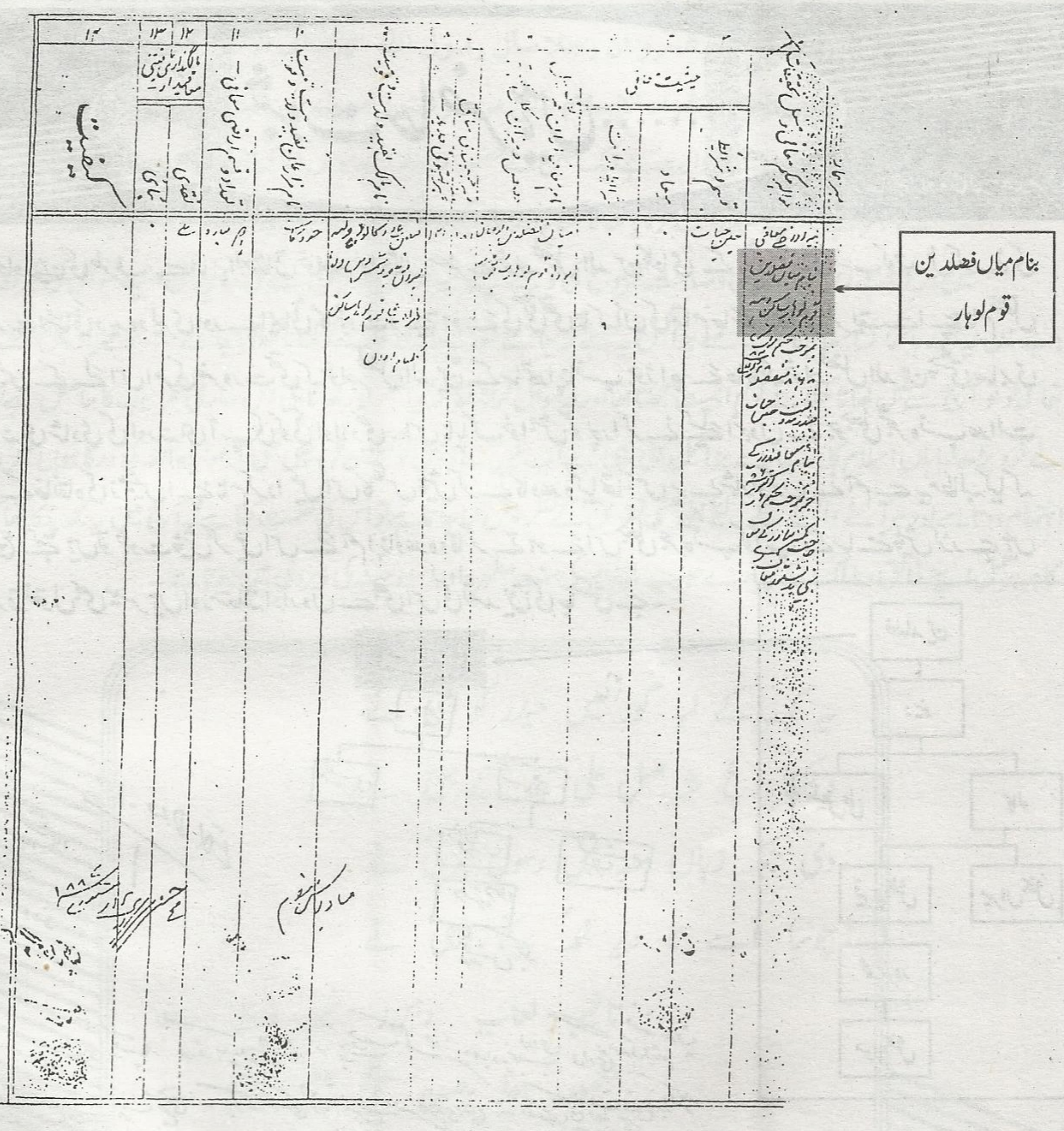
ثبوت حاضر ہیں.......

صاحبزادہ خالد سعید مرزا

مجاورین کی طرف سے امام العشاق خواجہء خواجگاں حضرت خواجہ فضل الدین کلیامیؒ کے ہاشمی قریشی نسب کو تبدیل کرنے کی ناپاک جسارت انتہائی دیدہ دلیری اور بے ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے کی گئی تھی تاکہ اُن کی تمام جائیداد کو جعلی طریقہ سے اپنے نام منتقل کیا جائے جس کے لئے اس امر کی ضرورت تھی کہ خواجہ فضل الدینؒ کے ساتھ اپنا نسب جوڑا جائے حالانکہ خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ نے نہ ہی شادی کی اور نہ ہی آپ کی کوئی اولاد تھی۔ اس ناپاک خواہش کو پورا کرنے کیلئے انہوں نے جو جعلی شجرہ نسب عدالت میں پیش کر کے خانقاہ کی زمینیں اپنے نام کروائیں اس کا عکس پیش کرنے کا وعدہ کیا تھا جس پر بے شمار لوگوں نے ہم سے یہ مطالبہ کیا کہ اگر آپ یہ سچ کہتے ہیں تو ثبوت پیش کریں اس لئے ہم اپنا وعدہ وفا کرتے ہوئے اس جعلی شجرہ نسب کو آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں جس کی مصدقہ نقول بھی میسر ہیں اور متعلقہ اداروں سے بھی اس کی تصدیق کی جا سکتی ہے۔







مندرجہ بالا ثبوت اور نقول کے بعد بھی اگر کوئی شخص اس بات کو اہمیت نہیں دیتا اور خواجہ فضل الدین کلیامیؒ کے نسب کو تبدیل کر کے تمام وقف جائیداد کو ذاتی ملکیت میں لے لینے والے خاندان کو پھر اسی طرح مقدس گائے سمجھتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ ہم تو صرف نسبت کا احترام کرتے ہیں کس طرح درست ہوسکتا ہے؟ اس لئے کہ جن کو احترام وعزت دی جا رہی ہے وہ خود اس نسبت کے نہ صرف منکر ہیں بلکہ اپنے محسن خواجہ فضل الدینؒ کی نسبت کی دھجیاں بکھیرنے والے اُن کے پاکیزہ نسب کو لوہار لکھنے والے جاہ پرست دنیادار ہیں۔

باوجود ان حقائق کے اب بھی اگر کوئی نسبت کا نام لے کر کالی بھیڑوں کو محترم جانے اور منظور نظر کہے تو وہ شخص صرف جاہل اور نسبت سے بے خبر صرف ظاہری کروفر کو حقیقت سمجھنے والا اور چڑھتے سورج کا پجاری کہلائے گا۔ فی الحقیقت وہ امام العشاق، فرد زماں خواجہ فضل الدینؒ کے گستاخوں کا ادب کر کے خود گستاخی کا مرتکب ہو رہا ہے۔

اب جس کے جی میں آئے وہ پائے روشنی

بانیء سلسلہ چشتیہ صابریہ کلیام شریف حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے جگر گوشہ

حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ

کے مزار پرانوار ”صابری آستانہ“ مورت شریف تحصیل فتح جنگ میں

مدرسہ صابریہ ستاریہ تحفیظ القرآن

ترویج واشاعتِ دین کیلئے سرگرمِ عمل ہے

مدرسہ میں 50 حفاظ زیرِ تعلیم ہیں اور کئی طلباء فارغ التحصیل ہو کر خدمت دین کا عظیم فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

مستند قرأ اور حفاظ کی زیرِ نگرانی حفظ قرآن و ناظرہ کلاسز

سہولیات

- دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ سکول کی تعلیم بھی
- تعلیم کے ساتھ بچوں کی اخلاقی تربیت پر خصوصی توجہ
- قیام وطعام کی بہترین سہولیات

مستقبل کے منصوبہ جات

دینی علوم کے ساتھ ساتھ جدید علوم کے لئے
صابریہ ستاریہ اسلامک کمپلیکس کا قیام

صابری آستانہ، کھیری مورت تحصیل فتح جنگ، ضلع اٹک